سلسلۂ نباتات قرآن (قسط 3)

اَثْل (جھاؤ)

تحقیق وتحریر: سید قاسم محمود

عربی : اثل۔طرافا   اردو،ہندی : جھاؤ۔تمرس
انگریزی، جرمن، فرانسیسی: Tamarisk نباتاتی نام : Tamarix aphylla

اثل یا جھاؤ ایک خود رَو پودے کا نام ہے جو صحرائی زمین میں، عام طور پر دریا کے کنارے کنارے اُگتا ہے۔ یہ کڑوا ہوتا ہے اور کھانے کے کام نہیں آتا۔ قرآن مجید میں صرف ایک مقام یعنی سورۂ سبا کی آیات ۱۵ اور ۱۶ میں اِس کا ذکر آیا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۞ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۞﴾

''قوم سبا کے لئے ان کی اپنی بستیوں میں ایک نشانی موجود تھی۔ ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے۔ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشش فرمانے والا۔ لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے اُن پر بند توڑ کر سیلاب بھیج دیا اور ان کے ہرے بھرے باغوں کے بدلے انہیں دو ایسے باغ دیئے جو بدمزا میووں والے اور بکثرت جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔''

تاریخ کی رو سے ''سبا'' جنوبی عرب کی ایک بڑی قوم کا نام تھا جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل تھی۔ اس کا وطن عرب کا جنوبی کونہ تھا جو آج یمن کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے عروج کا دور گیارہ سو قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے

زمانے میں ایک دولت مند قوم کی حیثیت سے اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل چکی تھی۔ آغاز میں یہ ایک آفتاب پرست قوم تھی۔ پھر جب اس کی ملکہ حضرت سلیمانؑ (965-926ق م) کے ہاتھ پر ایمان لے آئی تو اس کی غالب اکثریت مسلمان ہوگئی تھی۔ 300ء تک اس قوم نے عروج کا زمانہ دیکھا۔

300ء کے بعد سبا کا زوال شروع ہوا۔ دورِ زوال میں اُن کے ہاں مسلسل خانہ جنگیاں ہوئیں۔ بیرونی قوموں کی مداخلت شروع ہوئی۔ تجارت برباد ہوئی۔ زراعت نے دم توڑا اور آخر کار اُن کی آزادی تک ختم ہوگئی۔ پہلے حمیریوں اور ہمدانیوں کے باہمی تنازعات سے فائدہ اٹھا کر 340ء سے 378ء تک یمن پر حبشیوں کا قبضہ رہا۔ پھر آزادی تو بحال ہوگئی، مگر مآرب کے مشہور بند میں رخنے پڑنے شروع ہوئے یہاں تک کہ آخر کار 450ء کے لگ بھگ بند کے ٹوٹنے سے وہ عظیم سیلاب آیا جس کا ذکر ان آیاتِ قرآنی میں کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کے بعد ابرہہ کے زمانے تک اس بند کی مسلسل مرمت ہوتی رہی، لیکن جو آبادی منتشر ہو چکی تھی، وہ پھر جمع نہ ہو سکی اور نہ آبپاشی اور زراعت کا وہ نظام جو درہم برہم ہو چکا تھا، دوبارہ بحال ہو سکا۔ 523ء میں یمن کے یہودی بادشاہ ذونواس نے نجران کے عیسائیوں پر وہ ظلم وستم برپا کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں "اصحابُ الأُخدود" کے نام سے کیا گیا ہے۔ اُس کے نتیجے میں حبش (ایتھوپیا) کی عیسائی سلطنت یمن پر انتقاماً حملہ آور ہو گئی اور اس نے سارا ملک فتح کر لیا۔ اس کے بعد یمن کے حبشی گورنر ابرہہ نے کعبہ کی مرکزیت ختم کرنے اور عرب کے پورے مغربی علاقے کو حبشی عیسائی سلطنت کے اثر واقتدار میں لانے کے لئے 570ء یا 571ء میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت سے چند روز قبل ہاتھیوں کی مدد سے مکہ معظمہ پر حملہ کیا اور اس کی پوری فوج پر وہ تباہی آئی جسے قرآن مجید میں ''اصحاب الفیل'' کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ آخر کار 575ء میں یمن پر ایرانیوں کا قبضہ ہوا اور اس کا خاتمہ اُس وقت ہوا جب 628ء میں ایرانی گورنر باذان نے اسلام قبول کر لیا۔

قوم سبا کا عروج زیادہ تر زراعت کی وجہ سے تھا۔ انہوں نے زراعت کو آبپاشی کے ایک بہترین نظام کے ذریعے سے ترقی دی تھی، جس کے مثل کوئی دوسرا نظامِ آبپاشی بابل کے سوا قدیم زمانے میں کہیں نہ پایا جاتا تھا۔ ان کی سرزمین میں قدرتی دریا نہ تھے۔ بارش کے زمانے میں پہاڑوں سے برساتی نالے بہہ نکلتے تھے۔ انہی نالوں پر سارے ملک میں جگہ جگہ بند باندھ کر انہوں نے تالاب بنا لئے تھے اور ان سے نہریں نکال نکال کر پورے ملک کو اس

طرح سیراب کر دیا تھا کہ قرآن مجید کی تعبیر کے مطابق جدھر دیکھو دائیں اور بائیں باغ ہی باغ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ اس نظامِ آبپاشی کا سب سے بڑا ذخیرۂ آب (بند یا ڈیم) وہ تالاب تھا جو شہر مآرب کے قریب کوہِ بلق کی درمیانی وادی پر بند باندھ کر تیار کیا گیا تھا' مگر جب قوم سبا کے کرتوتوں کے باعث اللہ کی نظرِ عنایت اُن سے پھر گئی تو پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں (بعض مؤرخین کے نزدیک 542ء میں) یہ عظیم الشان بند ٹوٹ گیا اور اس سے نکلنے والا سیلاب راستے میں بند پر بند توڑتا چلا گیا' یہاں تک کہ ملک کا پورا نظامِ آبپاشی تباہ ہو کر رہ گیا۔

نظامِ آبپاشی تباہ ہونے کے بعد وہی علاقہ جو کبھی جنت نظیر بنا ہوا تھا' اس کی صورت یہ بن گئی: ''سرسبز و شاداب اور پھل دار باغوں کو ایسے باغوں سے بدل دیا جن میں صرف قدرتی جھاڑ جھنکار ہوتے ہیں''۔ جن میں اوّل تو کوئی پھل لگتا ہی نہیں' اور کسی میں لگتا بھی ہے تو سخت کڑوا' کسیلا اور بدمزا' جنہیں کوئی کھا ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید میں اس موقع پر تین نباتات کا نام آیا ہے 'خمط' 'اثل' اور سدر۔ خمط اور سدر کا ذکر تو ان کے مقام پر (حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق) آئے گا۔ یہاں ''اثل'' کا ذکر مقصود ہے۔ اسے ہمارے ہاں جھاؤ کہتے ہیں۔ یہ قدرتی اور خودرَو ہوتا ہے۔ چھوٹے قد کا ہو تو پودا کہلاتا ہے اور بڑے قد کا ہو تو درخت کہلاتا ہے۔ دنیا بھر میں اُن سرزمینوں میں دریا کے کنارے کنارے پایا جاتا ہے' جو آبپاشی اور کاشت کے قابل نہیں ہیں' بنجر ہیں۔ جھاؤ سخت کڑوا ہوتا ہے اور کھانے کے لائق نہیں ہوتا۔ اس کا زیادہ سے زیادہ استعمال یہ ہے کہ اس کی ٹہنیوں سے ٹوکریاں اور چند گھریلو اشیاء مثلاً چنگیریاں وغیرہ بنالی جاتی ہیں۔

بقیہ: سورۃ الحدید

''تم بادشاہ پر یہ احسان مت دھرو کہ تم اس کی خدمت میں مصروف ہو۔ بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت کا موقع دیا ہے''۔

بارک اللہ لی ولکم فی القرآن العظیم ونفعنی وایاکم بالآیات والذکر الحکیم ○○